عقیل عباس جعفری*

سابق مشرقی پاکستان کی اردو فلمی صنعت

Abstract:

Urdu Film Industry of Erstwhile East Pakistan

East Pakistan—now Bangladesh—was a great base for the Urdu film industry of united Pakistan. From 1959 to 1971, East Pakistan passed what is termed as the ‘golden era’ of Pakistani cinema. 64 films were produced during this period, including *Jāgō Hu’ā Savērā, Chandā, Milan, Chakōrī, Darshan* and *Nawāb Sirājuddaulah.* This article reviews the 12 most important years of Pakistani cinema.

Keywords: Pakistani Cinema, East Pakistani Film, Urdu Film, Bangladesh.

سابق مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کی اردو فلمی صنعت پاکستان کی فلمی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے مگر بدقسمتی سے نہ صرف بنگلہ دیش بلکہ پاکستان کے فلمی مورخین بھی پاکستان کی فلمی تاریخ کے اس باب سے صرف نظر کرتے ہیں۔

مشرقی پاکستان کی فلمی صنعت کا آغاز ۱۳ اگست ۱۹۵۶ء کو نمائش پذیر ہونے والی بنگالی فلم مکھو مکھش سے ہوا تھا[1]۔ اس فلم کے فلم ساز اور ہدایت کار عبدالجبار خان (فعال زمانہ: ۱۹۵۶ء۔ ۱۹۷۳ء) تھے جو خود ایک اسٹیج اداکار تھے اور فلم سازی کے متعلق بہ راہِ راست بہت کم جانتے تھے لیکن شوق ہی شوق میں انھوں نے اقبال فلمز کے نام سے ایک پروڈکشن کمپنی (production company) کا آغاز کیا اور ایک ناول کی کہانی ’’چہرہ اور نقاب‘‘ کو پردۂ سیمیں پر مکھو مکھش کے نام سے پیش کیا۔ یہ فلم ڈھاکا، چٹاگانگ، نرائن گنج اور کھلنا میں ریلیز ہوئی۔ فنی مہارت کی کمی کے باعث یہ تجربہ زیادہ کامیاب نہیں رہا مگر اس کی ریلیز سے مشرقی پاکستان میں فلم سازی کے دروازے وا ہو گئے[2]۔

۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۱ء کے پندرہ سالہ دورانیے میں مشرقی پاکستان میں مجموعی طور پر ۲۱۰ فلمیں تیار کی گئیں جن میں

سے ایک چوتھائی سے زیادہ فلمیں اردو میں بنائی گئی تھیں[۳]۔

یہ ۲۵ مئی ۱۹۵۹ء کا تاریخی دن تھا، جب مشرقی پاکستان میں بننے والی اولین اردو فلم جاگو ہوا سویرا نمائش پذیر ہوئی[۴]۔ جاگو ہوا سویرا، بھارت میں ستیہ جیت رے (۱۹۲۱ء۔۱۹۹۲ء) اور خواجہ احمد عباس (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۸۷ء) کی سماجی حقیقتوں کو فلم کے قالب میں ڈھالنے کے تجربات سے شدید متاثر تھی۔ جن کی فلمیں پاتھر پنچالی اور دو بیگھہ زمین کے اثرات پاکستان تک بھی پہنچ چکے تھے۔ اس کے فلم ساز نعمان تاثیر (وفات:۱۹۹۶ء)، ہدایت کار اے جے کاردار (۱۹۲۶ء۔۲۰۰۲ء) اور کہانی اور نغمہ نگار فیض احمد فیض (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۴ء) تھے۔ یہ فلم مشرقی پاکستان میں فلمائی گئی تھی۔ یہ دریائے میگھنا کے کنارے آباد ایک گاؤں شیتنول کے دیہاتی ماہی گیروں کی اپنے جسم و جان کے رشتے کو برقرار رکھنے کی جدوجہد کی کہانی ہے۔ ان کی زندگی کو مشکل بنانے میں جہاں دریائے میگھنا میں آنے والی روز روز کی طغیانی کا ہاتھ ہے، وہاں ایک امیر سوداگر لال نیان بھی اس کی ایک وجہ و بن جاتا ہے کیوں کہ وہ اپنے منافعے میں اضافے کے لیے مچھلی پکڑنے کے کام کو مشینی شکل دینا چاہتا ہے۔ تمام لوگوں کی بس ایک ہی خواہش ہے کہ کسی طرح ان کے پاس ایک نئی کشتی آ جائے اور وہ سیٹھ کی غلامی سے نجات پا جائیں۔ اس فلم میں کشتی کا حصول آزادی حاصل کرنے کے ایک ذریعے کی علامت ہے۔ جاگو ہوا سویرا آرٹ فلم بنانے کی پہلی پاکستانی کوشش تھی۔ اس کی بیشتر کاسٹ (Cast) مقامی اور غیر پیشہ ور اداکاروں پر مشتمل تھی۔ بلکہ ان میں سے کئی تو ایسے تھے جنھوں نے پہلے نہ کبھی کیمرے کا سامنا کیا تھا اور نہ ہی کوئی فلم دیکھی تھی۔ تاہم فلم کے ہدایت کار کے مطابق یہ فلم ''ماہی گیروں کی امیدوں اور خواہشوں کی ترجمان تھی''[۵]۔ ان نوآموز اداکاروں کے ساتھ ساتھ اس فلم میں کچھ سینئر اداکار بھی شامل تھے جن میں ترپتی مترا (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۹ء)، انیس (فعال زمانہ:۱۹۵۹ء)، زورین (فعال زمانہ: ۱۹۸۹ء) اور رخشی (فعال زمانہ:۱۹۵۹ء) کے نام سرفہرست تھے[۶]۔ ممتاز بلاگر خرم سہیل (پ:۱۹۸۴ء) نے اپنے ایک بلاگ (blog) میں بتایا ہے کہ جاگو ہوا سویرا کا بنیادی خیال معروف بنگالی ناول نگار مانک بندوپادھیائے (۱۹۰۸ء۔۱۹۵۶ء) کے ناول دی بوٹ مین آف پدما (*The Boatmen of Padma*۔ ۱۹۳۶ء) سے لیا گیا تھا[۷]۔ ممتاز صحافی انور فرہاد (پ: ۱۹۷۰ء) نے اپنے ایک مضمون میں تحریر کیا ہے کہ فیض احمد فیض کے لیے اس ناول کا انگریزی ترجمہ ظہیر ریحان (۱۹۳۵ء۔۱۹۷۲ء) نے کیا تھا جو آگے چل کر خود بھی ایک ممتاز ہدایت کار بنے[۸]۔ جاگو ہوا سویرا کی موسیقی کلکتہ سے تعلق رکھنے والے بنگالی موسیقار تمر برن (۱۹۰۴ء۔۱۹۸۹ء) نے ترتیب دی تھی جو ربع صدی پہلے ۱۹۳۵ء میں پی سی بروا کی فلم دیوداس کی موسیقی ترتیب دے کر دھوم مچا چکے تھے۔ انیس سو پچاس کی دہائی میں انھوں نے کراچی میں بننے والی دو فلموں انوکھی اور فن کار کی موسیقی ترتیب دی تھی[۹]۔

جاگو ہوا سویرا پاکستان میں تو کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکی لیکن جب یہ فلم عالمی منڈی میں انگریزی زبان میں ڈے شل ڈان (The Day Shall Dawn۔ ۲۵ مئی ۱۹۵۹ء) کے نام سے نمائش پذیر ہوئی تو اسے بڑی پذیرائی ملی[۱۰]۔ ۱۹۶۰ء میں اس کو آسکر ایوارڈ (Oscar Award) کے لیے نامزد کیا گیا۔ اسے آسکر ایوارڈ تو نہ مل سکا لیکن اس کے لیے یہ اعزاز بھی کافی تھا کہ یہ دنیا کے معروف ترین فلمی ایوارڈز کے لیے پاکستان کی اولین فلمی نامزدگی تھی[۱۱]۔ جاگو ہوا سویرا کئی دیگر عالمی میلوں میں بھی دکھائی گئی جہاں اسے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان اعزازات میں ماسکو انٹرنیشنل فلم فیسٹیول (Moscow International Film Festival) کا دوسرا انعام اور امریکا کی رابرٹ فلے ہارٹی فلم فاؤنڈیشن (Robert Foley Hartley Film Foundation) کا ۱۹۵۹ء کا کسی غیر ملکی زبان کی بہترین فلم کا اعزاز سرفہرست تھے۔ اس فلم کی امریکا، سوویت یونین، فرانس، بیلجیم، مشرقی افریقا اور چین میں بھی نمائش ہوئی جس کے لیے اسے انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں سب ٹائٹلز (subtitles) کے ساتھ پیش کیا گیا تھا[۱۲]۔

اسی دوران ۱۹۵۷ء میں مشرقی پاکستان کے وزیر صنعت شیخ مجیب الرحمن (۱۹۷۲ء۔۱۹۷۵ء) نے، جو آگے چل کر بنگلہ دیش کے بانی بنے، صوبائی اسمبلی میں مشرقی پاکستان میں ایک فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (Film Development Corporation) کے قیام کا بل پیش کیا۔ یہ بل منظور ہوا اور یوں ڈھاکا میں فلمی صنعت کی ترقی کے لیے ایک ادارہ EPFDC (East Pakistan Film Development Corporation) کے نام سے قائم ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں اسی ادارے کے تحت ڈھاکا میں ایک جدید فلمی اسٹوڈیو تعمیر کیا، جس کے معیار کا کوئی اسٹوڈیو مغربی پاکستان میں بھی موجود نہیں تھا۔ یوں مشرقی پاکستان میں فلمی صنعت کی باقاعدہ داغ بیل ڈال دی گئی[۱۳]۔

جاگو ہوا سویرا کے بعد مشرقی پاکستان میں تیار ہونے والی اگلی اردو فلم چندا تھی جو ۳ اگست ۱۹۶۲ء کو پاکستان بھر کے سینما گھروں میں نمائش پذیر ہوئی اور باکس آفس پر زبردست کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ یہ اداکارہ شبنم (پ: ۱۹۴۲ء) کی پہلی اردو فلم تھی۔ اس کے فلم ساز ایف اے دوسانی (فعال زمانہ ۱۹۶۳ء۔۱۹۸۳ء) اور احتشام (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۲ء) تھے۔ اس کی ہدایات بھی احتشام نے دی تھیں۔ اس فلم کی کاسٹ میں شبنم کے علاوہ رحمن (۱۹۳۷ء۔۲۰۰۵ء)، سلطانہ زمان (۱۹۳۵ء۔ ۲۰۱۲ء)، مصطفی (فعال زمانہ ۱۹۶۳ء۔ ۱۹۶۶ء) اور سبھاش دتہ (۱۹۳۰ء۔۲۰۱۲ء) شامل تھے۔ اس فلم کی موسیقی روبن گھوش (۱۹۳۹ء۔۲۰۱۶ء) نے ترتیب دی تھی جب کہ نغمے سرور بارہ بنکوی (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۰ء) نے تحریر کیے تھے۔ اس فلم نے نہ صرف سال کی بہترین فلم کا نگار ایوارڈ حاصل کیا بلکہ شبنم بھی بہترین معاون اداکارہ کا اور سبھاش دتہ بہترین مزاحیہ اداکار ایوارڈ حاصل

کرنے میں کامیاب ہوگئے [۱۴]۔ اس فلم میں آٹھ نغمات شامل تھے جن میں سے یہ تین نغمات:

رنگ روپ جوانی، رت ساون کی سہانی

اکھیاں توری راہ نہاریں او پردیسیا آجا

اور

جھلکے گگریا بھیگے چنریا ایسے نہ دیکھو سانوریا [۱۵]

بہت مقبول ہوئے۔

چندا سے ٹھیک ایک برس پہلے اسی یونٹ نے بنگلہ زبان میں ایک فلم بنائی تھی جس کا نام پرانو دن (گم شدہ دن) تھا۔ یہ مشرقی پاکستان میں بننے والی پہلی فلم تھی جس نے سلور جوبلی منانے کا اعزاز حاصل کیا تھا [۱۶]۔

۱۹۶۳ء میں مشرقی پاکستان میں تین اردو فلمیں بنائی گئیں۔ پہلی فلم تلاش کے مرکزی کردار شبنم اور رحمن نے ادا کیے تھے۔ اس فلم کے دو گیت:

کچھ اپنی کہیے کچھ میری سنیے

اور

میں رکشہ والا بے چارا

عوام میں بہت پسند کیے گئے۔ یہ فلم ۳ مئی ۱۹۶۳ء کو نمائش پذیر ہوئی اور باکس آفس پر کامیاب رہی [۱۷]۔ دوسری فلم ناچ گھر ۴ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو اور تیسری فلم پریت نہ جانے ریت ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء کو نمائش پذیر ہوئی۔ ناچ گھر کے فلم ساز اور ہدایت کار عبدالجبار خان تھے جب کہ پریت نہ جانے ریت کے فلم ساز اور ہدایت کار مسعود چوہدری (فعال زمانہ ۱۹۶۳ء) تھے۔ ان دونوں فلموں کی ہیروئن بھی شبنم تھیں [۱۸]۔ لیکن یہ دونوں فلمیں بری طرح فلاپ (flop) ہوئیں [۱۹]۔

۱۹۶۴ء میں مشرقی پاکستان میں اردو زبان میں نو فلمیں نمائش کے لیے پیش ہوئیں، جن کے نام تھے: سنگم، تنہا، شادی، یہ بھی اک کہانی، پیسے، بندھن، کاروان، ملن اور مالن۔ ان فلموں میں ملن باکس آفس پر کامیاب فلم قرار پائی، سنگم اور بندھن نے اوسط کاروبار کیا جب کہ بقیہ چھ فلمیں بری طرح ناکام ہوئیں [۲۰]۔ ملن میں مرکزی کردار اداکارہ دیبا (پ: ۱۹۴۷ء) اور رحمن نے ادا کیے تھے۔

ملن کے موسیقار عطا الرحمٰن (۱۹۲۸ء۔۱۹۹۷ء) اور نغمہ نگار سرور بارہ بنکوی (۱۹۱۹ء۔۱۹۹۹ء) تھے۔ اس فلم سے قبل اداکار رحمن ایک حادثے میں اپنی ٹانگ گنوا بیٹھے تھے چنانچہ فلمی صنعت کے لوگوں نے اس فلم میں کام کرکے رحمن سے یک جہتی کا

ثبوت دیا تھا۔ ان لوگوں میں فلم کی ہیروئن دیبا اور گلوکارہ ملکہ ترنم نور جہاں (۱۹۲۶ء۔۲۰۰۰ء) بھی شامل تھیں۔ عطا الرحمٰن نے اس فلم کے گیتوں کی دھن بڑی پراثر اور کیف پرور بنائی تھی۔ یہ گیت عوام کی پسند پر پورے اترے۔ ان گیتوں میں بشیر احمد (۱۹۳۹ء۔۲۰۱۴ء) کا ایک گیت نور جہاں نے گایا:

تم جو ملے پیار ملا

اور دوسرا بشیر احمد کی آواز میں:

تم سلامت رہو، گنگناؤ ہنسو [۲۱]

شامل تھے۔

سنگم کا اختصاص یہ تھا کہ وہ پاکستان کی پہلی مکمل رنگین فلم تھی جب کہ کارواں پاکستان کی پہلی فلم تھی جس کی تمام تر عکس بندی بیرون ملک (نیپال میں) ہوئی تھی[۲۲]۔ سنگم کی موسیقی بھی عطا الرحمٰن نے ترتیب دی تھی۔ اس فلم کا ایک طربیہ گیت:

ہزار سال کا جو بڈھا مر گیا تو دھوم دھام سے اسے دفن کرو

بہت مقبول ہوا۔ اس گانے کو بشیر احمد اور ساتھیوں کے آواز میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ کارواں (موسیقار: روبن گھوش) میں بشیر احمد کا ایک گیت:

جب تم اکیلے ہو گے

بھی سامعین میں بہت مقبول ہوا۔ یہ بشیر احمد کا بطور شاعر پہلا نغمہ تھا جو انھوں نے بی اے دیپ کے نام سے لکھا تھا[۲۳]۔

۱۹۶۵ء میں مشرقی پاکستان میں اردو زبان میں سات فلمیں تیار ہوئیں جن کے نام تھے: کاجل، ساگر، بہانہ، کیسے کہوں، آخری اسٹیشن، مالا اور سات رنگ۔ مگر ان میں سوائے مالا کے کوئی فلم کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوئی[۲۴]۔

کاجل مشہور ہدایت کار نذر الاسلام (۱۹۳۹ء۔۱۹۹۴ء) کی پہلی فلم تھی۔ اس کی موسیقی سبل داس (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۵ء) نے ترتیب دی تھی۔ اس فلم میں سرور بارہ بنکوی کا گیت فردوسی بیگم (فعال زمانہ: ۱۹۵۵ء تا حال) کی آواز میں پیش کیا گیا جو بہت مقبول ہوا:

یہ آرزو جواں جواں، یہ چاندنی دھواں دھواں [۲۵]

ان فلموں میں فلم بہانہ اپنے اس اختصاص کی بنا پر کہ یہ پاکستان کی پہلی بلیک اینڈ وہائٹ سینما اسکوپ فلم (black and white cinemascope film) تھی، پاکستان کی فلمی تاریخ میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ بہانہ کی کچھ عکس بندی کراچی میں بھی ہوئی تھی اوراس فلم میں احمد رشدی (۱۹۳۴ء۔۱۹۸۳ء)، مسعود رانا (۱۹۴۱ء۔۱۹۹۵ء) اور ساتھیوں کی آواز میں کراچی کی نسبت سے لکھے گئے دو گیت بھی شامل کیے گئے تھے جن کے بول تھے:

شہر کا نام ہے کراچی،
کھونا جانا یہاں اور ڈھاکا دیکھا پنڈی دیکھی اور دیکھا لاہور
لیکن قسمت میں تھی کراچی، جس کا اور نا چھور[۲۶]۔

بہانہ کی موسیقی عطا الرحمٰن نے ترتیب دی تھی اور یہ فلم ۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر نمائش پذیر ہوئی تھی[۲۷]۔اسی برس ۳ دسمبر کو ریلیز ہونے والی فلم مالا پاکستان کی پہلی رنگین اور سینما اسکوپ فلم تھی۔ اس کے فلم ساز ایف اے دوسانی اور احتشام اور ہدایت کار اور کہانی نگار مستفیض (وفات:۱۹۹۲ء) تھے۔ یہ ایک اوسط درجے کی فلم تھی۔ اسی دوران ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء کو ریلیز ہونے والی فلم آخری اسٹیشن شبنم کی اداکاری کی وجہ سے پسند کی گئی اور اس فلم میں بہترین معاون اداکارہ کا نگار ایوارڈ بھی ملا۔ یہ فلم ہاجرہ مسرور (۱۹۳۰ء۔۲۰۱۲ء) کی کہانی ''پگلی'' کی فلمی تشکیل تھی جب کہ اس فلم کے ہدایت کار اور نغمہ نگار سرور بارہ بنکوی تھے[۲۸]۔

۱۹۶۶ء میں مشرقی پاکستان میں دس اردو فلمیں تیار ہوئیں۔ اجالا، گھر کی لاج، پھر ملیں گے ہم دونوں، ڈاک بابو، روپ بان، ایندھن، بیگانہ، پونم کی رات، بھیا اور پروانہ مگر ان فلموں میں صرف ایک فلم بھیا کامیاب ہوئی[۲۹]۔ یہ مشرقی پاکستان میں بننے والی واحد اردو فلم تھی جس میں وحید مراد نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ جب کہ ان کے مقابل اداکارہ چترا (۱۹۶۰ء۔۲۰۱۰ء) تھیں[۳۰]۔

۱۹۶۷ء میں مشرقی پاکستان میں سات اردو فلمیں تیار ہوئیں جن میں اس دھرتی پر، نواب سراج الدولہ، چکوری، درشن، چھوٹے صاحب، الجھن اور ہمدم کے نام شامل تھے۔ ان فلموں میں اس دھرتی پر، الجھن اور ہمدم تو بری طرح ناکام ہوئیں لیکن نواب سراج الدولہ، چکوری، درشن اور چھوٹے صاحب نے شان دار کاروبار کیا[۳۱]۔ نواب سراج الدولہ تاریخی موضوع پر کم بجٹ سے تیار کی گئی ایک بڑی فلم ثابت ہوئی۔ اس فلم میں مرکزی کردار انور حسین (۱۹۳۱ء۔۲۰۱۳ء) نے ادا کیا تھا[۳۲]۔ چکوری اداکار ندیم (پ:۱۹۴۱ء) کی پہلی فلم تھی جو ۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر ڈھاکا میں اور ۱۹ مئی ۱۹۶۷ء کو کراچی میں نمائش پذیر ہوئی۔ اس فلم نے نمائش پذیر ہوتے ہی دھوم مچا

دی۔ فلم چکوری کے فلم ساز ایف اے دوسانی اور ہدایت کار احتشام تھے۔اس فلم کی کہانی عطاالرحمٰن خان (۱۹۳۷ء۔۲۰۰۵ء) نے تحریر کی تھی، موسیقی روبن گھوش نے ترتیب دی تھی جب کہ نغمے اختر یوسف (۱۹۳۵ء۔۱۹۸۹ء) نے لکھے تھے۔ ندیم کے مقابل مرکزی کردار اداکارہ شبانہ (پ:۱۹۵۰ء) نے ادا کیا تھا۔چکوری اداکارہ شبانہ کی پہلی اردو فلم تھی۔

اداکار ندیم گلوکار بننے کے لیے فلمی صنعت میں آئے تھے۔ انھوں نے ۱۹۶۵ء میں فلم سہرا میں گلوکارہ فردوسی بیگم (پ:۱۹۴۱ء) کے ساتھ ایک دوگانا بھی ریکارڈ کروایا تھا پھر وہ فردوسی بیگم ہی کی دعوت پر ڈھاکا چلے گئے جہاں ہدایت کار احتشام نے انھیں اپنی فلم چکوری میں بطور ولن کاسٹ کرلیا۔فلم چکوری کا مرکزی کردار عظیم کررہے تھے۔اسی دوران کسی بات پر احتشام اور عظیم میں اختلافات ہوگئے اور بات یہاں تک بڑھی کہ عظیم نے فلم چکوری میں کام کرنے سے انکار کردیا۔ احتشام نے فوری طور پر ندیم کو یہ مرکزی کردار ادا کرنے کے لیے کہا اور یوں پاکستان کی فلمی صنعت کو ایک بہت بڑا فنکار میسر آ گیا[۳۳]۔

چکوری کے جو نغمات سننے والوں میں بے حد مقبول ہوئے ان میں :

کہاں ہو تم کو ڈھونڈھ رہی ہیں یہ بہاریں یہ سماں،
کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ بہاریں وہ سماں،

اور

وہ مرے سامنے تصویر بنے بیٹھے ہیں [۳۴]

شامل تھے۔ ان میں سے آخری گیت پر مجیب عالم (۱۹۴۸ء۔۲۰۰۴ء) کو بہترین گلوکار کا نگار ایوارڈ بھی ملا[۳۵]۔

اسی برس مشرقی پاکستان میں تیار ہونے والی مشہور فلم درشن نمائش پذیر ہوئی۔۸ ستمبر ۱۹۶۸ء کو ریلیز ہونے والی اس فلم کی فلم ساز کم کم اور ہدایت کار رحمن تھے جنھوں نے اس فلم میں شبنم کے ہمراہ مرکزی کردار بھی ادا کیا تھا۔ درشن کی کامیابی کا سب سے بڑا سبب اس کے خوب صورت نغمات تھے جنھیں لکھا بھی بشیر احمد نے تھا، گایا بھی بشیر احمد نے تھا اور ان کی موسیقی بھی بشیر احمد نے ترتیب دی تھی۔ ان نغمات نے پاکستان بھر میں دھوم مچادی۔ ان نغمات میں:

یہ موسم یہ مست نظارے
دن رات خیالوں میں تجھے یاد کروں گا
گلشن میں بہاروں میں تو ہے،
ہم چلے چھوڑ کر

تمھارے لیے اس دل میں
چل دیے تم جو دل توڑ کر
شامل تھے جب کہ اس فلم میں شامل مالا بیگم کا گایا ہوا نغمہ:
یہ سماں پیارا پیارا[۳۶]

بھی اپنی شاعری اور موسیقی کی وجہ سے بے حد مقبول ہوا تھا۔ پاکستان کی فلمی تاریخ میں یہ ایک منفرد ریکارڈ ہے کہ جب کسی ایک فن کار نے کسی فلم کے تمام گیت لکھے بھی خود ہوں، ان کی موسیقی بھی خود ترتیب دی ہو اور ان نو گیتوں میں سے آٹھ گیت گائے بھی خود ہوں۔ ۱۹۶۷ء ہی میں اداکار ندیم اور اداکارہ شبانہ کی دوسری فلم چھوٹے صاحب پردہ سیمیں کی زینت بنی جس کے ہدایت کار چکوری کے ہدایت کار احتشام کے بھائی مستفیض اور فلم ساز ایف اے دوسانی اور احتشام تھے۔ فلم کے نغمے اختر یوسف (۱۹۳۵ء۔۱۹۸۹ء) نے تحریر کیے تھے جب کہ موسیقی علی حسین (فعال زمانہ: ۱۹۶۶ء۔۱۹۸۹ء) نے ترتیب دی تھی۔ چھوٹے صاحب کے دیگر اداکاروں میں ڈیبرا صغر (وفات: ۱۹۹۸ء) اور سجاتا (۲۰۱۳ء) شامل تھے چکوری کی طرح یہ فلم بھی کامیابی سے ہم کنار ہوئی[۳۷]۔

۱۹۶۸ء میں مشرقی پاکستان میں اردو کی آٹھ فلمیں تیار ہوئیں۔ ان فلموں کے نام تھے: سوئے ندیا جاگے پانی، جنگلی پھول، جگنو، تم میرے ہو، چاند اور چاندنی، گوری، قلی اور جہاں باجے شہنائی۔ مگر ان میں سے صرف چاند اور چاندنی اور قلی درمیانے درجے کا کاروبار کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ ان دونوں فلموں کے ہدایت کار احتشام تھے اور دونوں فلموں میں مرکزی کردار ندیم اور شبانہ نے ادا کیے تھے[۳۸]۔

فلم چاند اور چاندنی اپنے نغمات کی وجہ سے بھی بہت مشہور ہوئیں جو عوام اور خواص دونوں طبقات میں یکساں طور پر پسند کیے گئے۔ ان نغمات میں:

تیری یاد آ گئی غم خوشی میں ڈھل گئے
یہ سماں، موج کا کارواں
جان تمنا، خط ہے تمھارا پیار بھرا افسانہ
لائی گھٹا موتیوں کا خزانہ [۳۹]

سرفہرست تھے۔

۱۹۶۹ء میں مشرقی پاکستان میں اردو زبان میں سات فلمیں تیار ہوئیں جن کے نام تھے: شہید تیتو میر،

جینا بھی مشکل، داغ، پیاسا، کنگن، اناڑی اور میرے ارماں میرے سپنے۔لیکن سوائے داغ کے کوئی فلم کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوئی۔فلم ساز اور ہدایت کار احتشام کی اس فلم میں بھی مرکزی کردار ندیم اور شبانہ نے ادا کیے تھے[۴۰]۔۱۹۶۹ء میں نمائش پذیر ہونے والی ان فلموں کے چند گیت مقبول ہوئے جن میں :

تم ضد تو کر رہے ہو، ہم کیا تمھیں سنائیں (داغ)
لکھے پڑھے ہوتے اگر تو تم کو خط لکھتے (اناڑی)
تجھے جان گئی رے پہچان گئی رے (اناڑی)
جسے چاہا اسے اپنا بنانے کے یہ دن آئے (کنگن)
تو تتلی تھی میں بادل تھا (پیاسا)[۴۱]

شامل تھے۔

اس برس مشرقی پاکستان کے ایک فلمی یونٹ نے مغربی پاکستان میں ایک فلم عکس بند کی جس کا نام گیت کہیں سنگیت کہیں تھا۔ اس فلم میں مرکزی کردار محمد علی (۱۹۳۱ء۔۲۰۰۶ء) اور نسیمہ خان (پ: ۱۹۴۴ء) نے ادا کیے تھے مگر یہ فلم بھی ناکام رہی۔

۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان میں اردو کی فقط تین فلمیں تیار ہوئیں۔ مینا، پائل اور چلو مان گئے۔مگر یہ تینوں فلمیں بری طرح ناکام ہوگئیں[۴۲]۔

۱۹۷۱ء میں ڈھاکا، خانہ جنگی کی زد میں رہا۔ ایسے میں ڈھاکا میں محض دو اردو فلمیں بن سکیں مہربان اور جلتے سورج کے نیچے۔ مہربان مشرقی پاکستان میں فلم بند ہوئی لیکن جلتے سورج کے نیچے کی عکس بندی مغربی پاکستان میں ہوئی۔ اس فلم کے اداکاروں میں ندیم، روزینہ (پ: ۱۹۵۰ء)، سنتوش کمار (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۵ء)، صبیحہ خانم (پ: ۱۹۳۵ء)، لہری (۱۹۲۹ء۔۲۰۱۲ء) اور علاؤ الدین (۱۹۲۳ء۔۱۹۸۳ء) شامل تھے مگر یہ دونوں فلمیں کامیاب نہ ہوسکیں۔ جلتے سورج کے نیچے ۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء کو نمائش پذیر ہوئی تھی اور اس کی نمائش کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان میں اردو فلموں کی داستان اپنے اختتام کو پہنچ گئی[۴۳]۔

۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۱ء کے دوران جہاں ۵۸ فلمیں مغربی پاکستان کے دونوں فلمی سرکٹس (circuits) میں ریلیز (release) ہوئیں، وہیں چند فلمیں ایسی بھی تھی جو صرف مشرقی پاکستان میں نمائش پذیر ہوئیں اور وہاں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کرسکنے کے بعد مغربی پاکستان کے سرکٹس میں نمائش پذیر نہیں ہوسکی تھی۔ ان فلموں میں سن آف پاکستان (عرف

پریزیڈنٹ)، بالا، میں بھی انسان ہوں، اور غم نہیں، ایک ظالم ایک حسینہ اور ببلو کے نام سرفہرست ہیں[۴۴]۔ سن آف پاکستان کا ابتدائی نام پریزیڈنٹ تھا اور ایک روایت کے مطابق یہ فلم اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں بنائی گئی تھی۔ اس فلم کی کہانی اس فلم کے ہدایت کار فضل الحق (فعال زمانہ: ۱۹۶۶ء۔۱۹۷۵ء) کی بیوی رابعہ خانم (فعال زمانہ:۱۹۶۶ء) کے بنگالی ناول دوشاہوشک اوبھیان (*Courageous Adventures*) سے ماخوذ تھی اور اس میں ٹائٹل رول (title role) ان کے بیٹے فرید الرضا ساگر (فعال زمانہ:۱۹۶۶ء) نے ادا کیا تھا[۴۵]۔ اس فلم میں جمیل الدین عالی (۱۹۲۵ء۔۲۰۱۵ء) کا تحریر کردہ ایک گیت جو ناہید نیازی (پ:۱۹۲۸) نے گایا تھا بے حد مقبول ہوا تھا۔ اس گیت کے بول تھے:

میں چھوٹا سا ایک لڑکا ہوں، پر کام کروں گا بڑے بڑے [۴۶]

ان کے علاوہ مشرقی پاکستان میں بننے والی چند فلمیں ایسی بھی تھیں جو بنی تو شروع ہوئیں مگر سرمائے کی کمی یا سقوط ڈھاکا کی وجہ سے مکمل نہیں ہوسکیں۔ ان فلموں میں مزدور، بے وقوف، میرے صنم، ملاپ اور جنم جنم کی پیاس کے نام شامل تھے[۴۷]۔

مشرقی پاکستان کی ان فلموں اور اس کے اداکاروں اور فن کاروں نے متعدد ایوارڈز (awards) بھی حاصل کیے۔ سب سے پہلے اداکارہ شبنم نے چندا اور آخری اسٹیشن معاون اداکارہ کا نگار ایوارڈ حاصل کیا۔ ان کے بعد سمیتا دیوی نے فلم سنگم اور شوکت اکبر نے فلم بھیا میں معاون اداکارہ اور معاون اداکار کے نگار ایوارڈ حاصل کیے۔ سبھاش دتہ نے چندا میں بہترین مزاحیہ اداکار کا نگار ایوارڈ حاصل کیا، انورحسین نے نواب سراج الدولہ میں اور رحمٰن نے پیاسا میں خصوصی نگار ایوارڈ حاصل کیے، نقی مرزا نے نواب سراج الدولہ میں بہترین مکالمہ نگار کا نگار ایوارڈ حاصل کیا جب کہ فلم چکوری ایک ایسی فلم تھی جس نے کئی شعبوں میں نگار ایوارڈ حاصل کیے جن میں بہترین فلم ساز ایف اے دوسانی، بہترین ہدایت کار احتشام، بہترین اداکار ندیم، بہترین موسیقار روبن گھوش، بہترین گلوکار مجیب عالم اور بہترین کہانی نویس خان عطا الرحمٰن کے ایوارڈ شامل تھے[۴۸]۔

مشرقی پاکستان کی فلمی صنعت سے ہمیں بڑی تعداد میں اداکار اور اداکارائیں ملیں جن میں سے اکثر نے بڑا عروج پایا۔ ان میں ندیم، رحمن اور انورحسین سرفہرست ہیں۔ اداکاراؤں میں شبنم، شبانہ، نسیمہ خان، سلطانہ زمان، ریشماں، کابوری، چترا، سجاتا، اور بینا وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مزاحیہ اداکاروں میں سبھاش دتہ اور مرزا شاہی کافی مقبول ہوئے۔ اسی طرح موسیقی کے میدان میں ہمیں وہاں سے روبن گھوش جیسا منفرد موسیقار میسر آیا جس نے انتہائی دل کش دھنیں مرتب کیں

جو اپنا جواب آپ ہیں۔ ان کے علاوہ سبل داس، بشیر احمد اور خان عطا الرحمن جیسے نامور موسیقار بھی سامنے آئے۔ اسی طرح نغمہ نگاروں میں سرور بارہ بنکوی، شاعر صدیقی، اختر یوسف اور بی اے دیپ جیسے بلند پایہ نغمہ نگاروں کا تعلق بھی مشرقی پاکستان سے تھا جن کے ترنم ریز نغمات آج بھی لوگوں پر وجد طاری کر دیتے ہیں[۴۹]۔

جاگو ہوا سویرا سے جلتے سورج کے نیچے تک، مشرقی پاکستان میں کل ۶۳ اردو فلمیں بنیں جنھیں بنگلہ دیش اور پاکستان دونوں ملکوں کے فلمی مورخین بظاہر بھلا چکے ہیں مگر کیا ان فلموں کو بھلانا ممکن ہے۔

ممتاز فلمی مؤرخین زخمی کانپوری (فعال زمانہ: ۱۹۸۰ء۔۲۰۱۱ء) اور آصف نورانی (پ: ۱۹۴۲ء) نے ڈھاکا میں تیار ہونے والی ایک اور فلم کا ذکر بھی کیا ہے جس کا نام ہم سفر تھا۔ ۸ اپریل ۱۹۲۰ء کو نمائش پذیر ہونے والی یہ فلم مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہدایت کار شوکت ہاشمی (فعال زمانہ: ۱۹۶۰ء۔ ۱۹۹۵ء) نے تیار کی تھی اور اس فلم میں اسلم پرویز (۱۹۲۹ء۔۱۹۸۴ء) اور یاسمین (پ: ۱۹۳۵ء) نے مرکزی کردار ادا کیے تھے جب کہ فلم کے بقیہ فن کاروں میں اسد جعفری (۱۹۳۴ء۔۱۹۹۵ء) نگہت سلطانہ (۱۹۳۲ء۔۲۰۰۲ء) اور نذر (۱۹۲۰ء۔۱۹۹۲ء) شامل تھے۔ ان سب کا تعلق مغربی پاکستان سے تھا۔ فلم کی موسیقی مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے اداکار مصلح الدین (۱۹۳۸ء۔۲۰۰۳ء) نے ترتیب دی تھی جنھوں نے تنویر نقوی (۱۹۱۹ء۔۱۹۷۲ء) اور شاعر صدیقی کے تحریر کردہ نغمات کی بڑی دل آویز اور مسحور کن دھنیں تیار کی تھیں۔ مصلح الدین نے بنگلہ فوک گیتوں کی دھنیں اس فلم میں استعمال کی تھیں۔ اس فلم کا سب سے مقبول گیت :

اس جہاں میں کاش کوئی دل لگائے نا

گلوکارہ ناہید نیازی اور گلوکار سلیم رضا (۱۹۳۲ء۔۱۹۸۳ء) کی خوب صورت آوازوں میں الگ الگ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس فلم میں مصلح الدین نے بھارت کے مشہور گلوکار اور موسیقار ہیمنت کمار (۱۹۳۵ء۔۱۹۸۹ء) کی آواز میں یہ گیت :

رات سہانی ہے بھیگا کھویا کھویا چاند ہے
تم کو قسم ہے میری اک بار مسکرا دو

اگر اس فلم کو بھی مشرقی پاکستان میں بننے والی اردو فلموں میں شمار کیا جائے تو مشرقی پاکستان میں بننے والی فلموں کی مجموعی تعداد ۶۴ ہو جاتی ہے[۵۰]۔

ضمیمہ: ۱

فلموگرافی[۵۱]

(وہ فلمیں جو پورے پاکستان میں نمائش پذیر ہوئیں)

نمبر شمار۔فلم فلم ساز	ہدایت کار	موسیقار	اداکار	تاریخ نمائش	کیفیت
۱۔جاگو ہوا سویرا:نعمان تاثیر	اے جے کاردار	تمر برن	ترپتی مترا، انیس، زورین، رخشی	۲۵ مئی ۱۹۵۹ء	ناکام
۲۔چندا:ایف اے دوسانی، مستفیض	احتشام		روبن گھوش شبنم، رحمن، سلطانہ زمان، سبھاش دتہ	۳ اگست ۱۹۶۲ء	کامیاب
۳۔تلاش:ایف اے دوسانی، مستفیض	مستفیض		روبن گھوش شبنم، رحمن، شوکت اکبر، رانی، سبھاش دتہ	۳ مئی ۱۹۶۳ء	کامیاب
۴۔ناچ گھر:عبدالجبار خان	عبدالجبار خان	دھیر علی منصور	شبنم، مصطفی، نسیمہ خان، انور حسین	۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء	ناکام
۵۔پریت نہ جانے ریت	مسعود چوہدری	مسعود چوہدری	سبل داس شبنم، خلیل، مصطفی، ثریا، انورہ	۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء	ناکام
۶۔سنگم:ظہیر ریحان	ظہیر ریحان	عطا الرحمن	روزی، ہارون، سمیتا، خلیل	۲۳ اپریل ۱۹۶۴ء	کامیاب
۷۔تنہا: بے بی اسلام	بے بی اسلام	الطاف محمود	شمیم آرا، ہارون، رانی سرکار، نینا	۲۹ مئی ۱۹۶۴ء	ناکام
۸۔شادی:قیصر پاشا	قیصر پاشا	نذیر شیلے	چترا، دیپ، نسیمہ، جلیل افغانی	۱۲ جون ۱۹۶۴ء	ناکام
۹۔یہ بھی اک کہانی:ایس ایم اے لطیف	ایس ایم شفیع	کریم شہاب الدین	چترا، ہارون، ثریا، عرفان، مصباح	۲۶ جون ۱۹۶۴ء	ناکام
۱۰۔پیسے:ایف اے دوسانی، مستفیض	مستفیض	روبن گھوش	شبنم، عظیم، سبھاش دتہ، شوکت اکبر	۲۸ اگست ۱۹۶۴ء	ناکام
۱۱۔بندھن ارحم صدیقی	قاضی ظہیر	روبن گھوش	چترا، مصطفی، روزی، انور حسین	۱۲۳ اکتوبر ۱۹۶۴ء	اوسط
۱۲۔کاروان: صادق خان	ایس ایم پرویز	روبن گھوش	شبنم، ہارون، ترانہ، بدر الدین	۴ دسمبر ۱۹۶۴ء	ناکام
۱۳۔ملن:کم کم	رحمن	عطا الرحمن	دیبا، رحمن، شوکت اکبر، دتہ، شہنشاہ	۴ دسمبر ۱۹۶۴ء	کامیاب
۱۴۔مالن:قیصر پاشا، ایم اے جمال	قیصر پاشا	نذیر شیلے	نسیمہ، دیپ، ڈیئر اصغر، جلیل	۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء	ناکام
۱۵۔کاجل:اسٹار کارپوریشن	نذر الاسلام	سبل داس	شبنم، خلیل، سبھاش دتہ، انور حسین	۴ فروری ۱۹۶۵ء	اوسط
۱۶۔ساگر:ایف اے دوسانی، مستفیض	احتشام	عطا الرحمن	شبنم، عظیم، ترانہ، جلیل، سبھاش دتہ	۱۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء	ناکام
۱۷۔بہانہ:ظہیر ریحان	ظہیر ریحان	عطا الرحمن	کابوری، رحمن، گرج بابو، مرزا شاہی	۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء	ناکام
۱۸۔کیسے کہوں	صادق خان	صادق خان	الطاف محمود شبنم، خلیل، سبھاش، سہیل	۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء	ناکام
۱۹۔آخری اسٹیشن	ایس ایم حسن	سرور بارہ بنکوی	عطا الرحمن رانی، ہارون، شبنم، اکبر، سبھاش دتہ	۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء	ناکام
۲۰۔مالا:ایف اے دوسانی، احتشام	مستفیض	عطا الرحمن	سلطانہ زمان، عظیم، عرفان، خلیل	۳ دسمبر ۱۹۶۵ء	اوسط
۲۱۔سات رنگ: احمد داؤد	فتح لوحانی	سبل داس	ہارون، مینا، قاضی خالق، انورا، شوکت اکبر	۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء	ناکام
۲۲۔اجالا:عبدالجبار خان	کمال احمد	دھیر علی منصور	سلطانہ زمان، انعام، نسیمہ خان	۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۳۔گھر کی لاج: سید محمد سلیم	سید محمد سلیم	اے حمید	نوشاد، عطیہ، وارث، پریم لتا، سجاد	۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۴۔پھر ملیں گے ہم دونوں:احمد عتیق	سید شمس الحق	ستیہ سوہائے	نازنین، مصطفی، سبھاش، انورہ	۲۷ مئی ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۵۔ڈاک بابو: مستفیض	مسفتیض	علی حسین	سجاتا، عظیم، رتنا (شبانہ)	۲۹ مئی ۱۹۶۶ء	اوسط
۲۶۔روپ بان: صلاح الدین	صلاح الدین	ستیہ ساہا	سجاتا، انور حسین، سبھاش دتہ	۲۹ مئی ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۷۔ایندھن:کم کم	رحمن	سبل داس	ریشماں، رحمن، انعام، مصطفی	۲ ستمبر ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۸۔بیگانہ:امجد علی	ایس ایم پرویز	روبن گھوش	شبنم، خلیل، نسیمہ خان، مصطفی	۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء	ناکام
۲۹:پونم کی رات:ایم خلیل احمد	ایم خلیل احمد	ٹونی چٹرجی	روزی، اکبر، محفوظ، سادھنا	۳۰ ستمبر ۱۹۶۶ء	ناکام
۳۰۔بھیا:ساجدہ انیس دوسانی	قاضی ظہیر	روبن گھوش	چترا، وحید مراد، شوکت اکبر، انور حسین	۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء	کامیاب
۳۱۔پروانہ:ایم ولی اللہ فہمی	کمال احمد	علی حسین	نسیمہ خان، حسن امام، سجاتا	۱۶ دسمبر ۱۹۶۶ء	ناکام
۳۲:اس دھرتی پر: نور العالم	نور العالم	نور العالم	روزی، ہارون، فریدہ، مرزا خلیل	۱۲ جنوری ۱۹۶۷ء	ناکام

۳۳۔نواب سراج الدولہ:عطا الرحمن	عطا الرحمن	عطا الرحمن	عطیہ، انور حسین، عطا الرحمن	۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء	کامیاب
۳۴۔چکوری:ایف اے دوسانی، مستفیض	احتشام	روبن گھوش	ندیم، شبانہ، ڈیئر اصغر، مرزا شاہی	۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء	کامیاب
۳۵۔درشن:کم کم	رحمن	بشیر احمد	شبنم، رحمن، گرج بابو، ریشماں	۸ ستمبر ۱۹۶۷ء	کامیاب
۳۶۔چھوٹے صاحب:ایف اے دوسانی، احتشام	مستفیض	علی حسین	ندیم، شبانہ، ڈیئر اصغر، سجاتا	۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء	کامیاب
۳۷۔الجھن:اظہر حسین	اظہر حسین	نور العالم	روزی، خلیل، نسیمہ خان، حسن امام	۲۳ نومبر ۱۹۶۷ء	ناکام
۳۸۔ہمدم:نظام الحق	نظام الحق	ضیا الدین	ریحانہ صدیقی، خلیل، اکبر، سنتوش رسل	۲۳ نومبر ۱۹۶۷ء	ناکام
۳۹۔سوئے ندیا جاگے پانی:مجبوبہ رحمن	عطا الرحمن	عطا الرحمن	کابوری، حسن امام، روزی، جلیل افغانی	۲ جنوری ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۰۔جنگلی پھول:عبدالعزیز ملک شاہجہاں	کریم شہاب الدین		سلطانہ زمان، خلیل، سجاتا، اکبر	۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۱۔جگنو:اشرف حسن خان ممنون حسن خان	عنایت حضروی، منظور حسین		شرمیلی، اکبر، ڈیئر اصغر، جلیل افغانی	۱۲ اپریل ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۲۔تم میرے ہو:سلامت خان، سرور بارہ بنکوی	سرور بارہ بنکوی	روبن گھوش	شبنم، ندیم، صوفیہ بانو، ڈیئر اصغر	۱۲ اپریل ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۳۔چانداور چاندنی:ایف اے دوسانی	احتشام	کریم شہاب الدین	ندیم، شبانہ، ریشماں، ڈیئر اصغر	۱۲ اپریل ۱۹۶۸ء	اوسط
۴۴۔گوری:نرگس، محسن	محسن	کریم شہاب الدین	نسیمہ خان، رحمن، خلیل، شوکت اکبر	۱۷ مئی ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۵۔قلی:ایف اے دوسانی، احتشام	مستفیض	علی حسین	ندیم، شبانہ، سجاتا، عظیم، نینا	۷ جون ۱۹۶۸ء	اوسط
۵۶۔جہاں باجے شہنائی:کم کم	رحمن	بشیر احمد، خلیل احمد	سچندا، رحمن، انور حسین، ارشد امام	۲۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء	ناکام
۴۷۔شہید تیتو میر:محمد اسد، خلیل احمد خان	ابن میزان	منصور احمد	سجاتا، انور حسین، عطیہ چوہدری	۲۱ فروری ۱۹۶۹ء	ناکام
۴۸۔جینا بھی مشکل:اے بی سرکار	طاہر چوہدری	جلال احمد	ریشماں، انورہ، حسن امام، انور حسین	۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء	ناکام
۴۹۔داغ:مستفیض، احتشام	احتشام	علی حسین	شبانہ، ندیم، جلیل افغانی، بے بی نعیمہ	۴ اپریل ۱۹۶۹ء	اوسط
۵۰۔پیاسا:نذر الاسلام	نذر الاسلام	سبل داس	رحمن، سچندا، عظیم	۴ اپریل ۱۹۶۹ء	ناکام
۵۱۔کنگن:کم کم رحمن	بشیر احمد		سنگیتا، رحمن، انور حسین، عطیہ	۱۵ اگست ۱۹۶۹ء	ناکام
۵۲۔اناڑی:احتشام	مستفیض	علی حسین	شبانہ، ندیم، جلیل افغانی، ڈیئر اصغر	۱۵ اگست ۱۹۶۹ء	ناکام
۵۳۔میرے ارمان میرے سپنے:ایم اے ہاشم	عزیز الرحمن	ستیہ سنہا	سجاتا، عظیم، رانی، جمال یوسف	۲۹ اگست ۱۹۶۹ء	ناکام
۵۴۔مینا:چترا سنہا	قاضی ظہیر	بشیر احمد	کابوری، رزاق، انور حسین، سراج	۲۷ فروری ۱۹۷۰ء	ناکام
۵۵۔پائل:احتشام، مستفیض	مستفیض	کریم شہاب الدین	شبانہ، رزاق، جاوید، انیس	۲۲ مئی ۱۹۷۰ء	ناکام
۵۶۔چلو مان گئے:بابو بھائی	رحمن	بشیر احمد	شبنم، رحمن، جلیل افغانی، سبھاش دتہ	۲۹ مئی ۱۹۷۰ء	ناکام
۵۷۔مہربان:بسجانی	قاضی ظہیر	بشیر احمد	شبانہ، رزاق، انورہ جمال، سلطانہ	۱۵ جنوری ۱۹۷۱ء	ناکام
۵۸۔جلتے سورج کے نیچے:افضل چوہدری	نور الحق	سبل داس	ندیم، روزینہ، لہری، علاء الدین	۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء	ناکام

فلموگرافی

(وہ فلمیں جو صرف مشرقی پاکستان میں نمائش پذیر ہوئیں)

نمبر شمار فلم	فلم ساز	ہدایت کار	موسیقار	اداکار	سن	کیفیت
۱۔سن آف پاکستان		فضل الحق		فرید الرضا ساگر	۶۶۹۱ء	ناکام
۲۔بالا		شبلی صادق/ سید اول		حیدر صفی، انور جلال	۱۹۶۶ء	ناکام
۳۔میں بھی انسان ہوں	موڈرن فلمز	ناصر خان	اختر شادمانی	سجاتا، محمود، عطیہ، دیپتی	۱۹۶۷ء	ناکام
۴۔اور غم نہیں	کرنا فلی پکچرز	ابن میزان/عزیز مہر	کریم شہاب الدین	انورا، عظیم، روزی، سجاد، لطیف	۱۹۶۷ء	ناکام
۵۔ایک ظالم، ایک حسینہ		کاریگر		شمیم آرا	۱۹۶۹ء	ناکام
۶۔ببلو		مستفیض			۱۹۷۰ء	ناکام

حواشی و حوالہ جات

* (پ: ۱۹۵۷ء) مدیر اعلیٰ، اردو لغت بورڈ، کراچی۔

۱۔ عالم گیر کبیر، *The Cinema in Pakistan* (ڈھاکا: سندھانی پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء)، ۳۷-۳۹۔

۲۔ شہنشاہ حسین، ''پہلی فلم'' مطبوعہ اخبار جہاں (کراچی: ۱۹ تا ۲۵ جون ۲۰۰۶ء)، ۱۷۔

۳۔ نند کشور وکرم، ''مشرقی پاکستان کی اردو فلمیں''، مشمولہ عالمی اردو ادب (سینما صدی نمبر)، (دہلی: کرشن نگر، ۲۰۱۳ء)، ۱۲۸۔

۴۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل (کراچی: ورثہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)، ۱۶۱۔

۵۔ مرزا امجد ایوب، پاکستانی سینما میں ثقافت کی جعلی نمائش (لاہور: بک ہوم، ۲۰۱۴ء)، ۶۸ تا ۷۰۔

۶۔ زخمی کانپوری، ''ہدایت کار اے جے کاردار''، مشمولہ ذکر جب چھڑ گیا، (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۸ء)، ۲۴۰۔

۷۔ خرم سہیل، ''جاگو ہوا سویرا: پاکستانی آرٹ سینما کی ایک شاہکار فلم''، مشمولہ دانش، ۱۷ ستمبر ۲۰۱۸ء، http://daanish.pk/28321، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)

۸۔ انور فرہاد، جاگو ہوا سویرا، مشمولہ ہفت روزہ نگار (کراچی: ۲۳ مئی ۲۰۰۸ء)، ۳۔

۹۔ آصف نورانی۔ What Pakistan`s Film industry lost in 1971، روزنامہ ڈان (کراچی: ۱۱ دسمبر ۲۰۱۶ء)۔

۱۰۔ عالم گیر کبیر۔ *The Cinema in Pakistan* (ڈھاکا: سندھانی پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء)، ۴۲-۴۳۔

۱۱۔ خرم سہیل، ''جاگو ہوا سویرا: پاکستانی آرٹ سینما کی ایک شاہکار فلم''، مشمولہ دانش، ۱۷ ستمبر ۲۰۱۸ء، http://daanish.pk/28321، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)

۱۲۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ۱۶۱۔

۱۳۔ لوٹے ہوئک [Lotte Hoek]
''Cross-wing Filmmaking: East Pakistani Urdu Films and Their Traces in the Bangladesh Film Archive''
مشمولہ *Bio Scope:South Asian Screen Studies*، (جنوری ۲۰۱۵ء)۔
https //:journals.sagepub.com/doi/abs/10.1177/0974927614547989journalCode=bioa
۱۱ جون ۲۰۱۹ء۔

۱۴۔ امین صدر الدین بھایانی، ''نگار ایوارڈ: سال بہ سال''، مشمولہ ہفت روزہ نگار (کراچی: ۴ مارچ ۲۰۰۰ء)، ۲۸۹۔

۱۵۔ فیاض احمد اشعر، پاکستان میں فلمی گیتوں کا سفر (لاہور، مقصود پبلشرز۔ ۲۰۱۱ء)، ۱۱۶۔

۱۶۔ انوپم حیات، بانگلہ دیشر جولو چیترو اتہاس (بنگلہ دیش کی فلمی تاریخ)، (ڈھاکا: بنگلہ دیش فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، ۱۹۸۷ء)، ۱۷۔

۱۷۔ نند کشور وکرم، ''مشرقی پاکستان کی اردو فلمیں''، مشمولہ عالمی اردو ادب، ۱۲۹۔

۱۸۔ یاسین گوریجہ، ڈائمنڈ جوبلی فلم ڈائرکٹری، ۹۷ء (لاہور: شہزاد کمرشل کارپوریشن، ۱۹۹۷ء)، ۱۲۶۔

۱۹۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1963، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)

۲۰۔ ایضاً۔

۲۱۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۷ء)،

۱۹۳-۱۹۴۔
۲۲۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ۲۳۷۔
۲۳۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۹۴۔
۲۴۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1967، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۲۵۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۹۴۔
۲۶۔ نند کشور وکرم، ''مشرقی پاکستان کی اردو فلمیں''، مشمولہ عالمی اردو ادب، ۱۳۰-۱۲۹۔
۲۷۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ۲۴۳۔
۲۸۔ ایضاً، ۲۵۳-۲۵۲۔
۲۹۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1966، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۳۰۔ یاسین گوریجہ، ڈائمنڈ جوبلی فلم ڈائرکٹری، ۹۷، ۱۷۲۔
۳۱۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1967، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۳۲۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ۲۶۹۔
۳۳۔ ایضاً، ۲۶۹۔
۳۴۔ فیاض احمد اشعر، پاکستان میں فلمی گیتوں کا سفر، ۱۹۰-۱۸۹۔
۳۵۔ امین صدر الدین بھایانی، نگار ایوارڈ، سال بہ سال، ۲۹۰۔
۳۶۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ۲۷۵۔
۳۷۔ ایضاً، ۲۷۷۔
۳۸۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1968، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۳۹۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۹۸-۱۹۷۔
۴۰۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1969، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۴۱۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۹۸۔
۴۲۔ پاکستان فلم ہسٹری، پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1970، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)
۴۳۔ یاسین گوریجہ، پاکستان فلم ڈائر کٹری، ۱۹۷۲ء-۱۹۷۱ء (لاہور: شہزاد فلم پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء)، ۹۱-۹۰۔
۴۴۔ عالمگیر کبیر، *Film in Bangladesh* (ڈھاکا: بنگلہ اکیڈمی، ۱۹۷۹ء)، ۱۳۶ تا ۱۴۲۔

۴۵۔ لوٹے ہونک۔ Cross-wing Filmmaking:East Pakistani Urdu Films and Their Traces in the Bangladesh Film Archive، (۱۱ جون ۲۰۱۹ء)۔

۴۶۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''، مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۹۸۔

۴۷۔ یاسین گوریجہ، پاکستان فلم ڈائرکٹری، ۱۹۶۷ء۔ (لاہور: اسکرین انٹرنیشنل، ۱۹۶۷ء)، ۵۰-۴۹۔

۴۸۔ امین صدر الدین بھایانی، نگار ایوارڈ، سال بہ سال، ۲۸۹ تا ۲۹۱۔

۴۹۔ (ا) زخمی کانپوری، ''اردو فلموں کے حوالے سے ڈھاکا کی فلمی صنعت کا جائزہ'' مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، ۱۸۶۔

(ب) آصف نورانی، What Pakistan`s Film industry lost in 1971، روزنامہ ڈان (کراچی: ۱۱ دسمبر ۲۰۱۶ء)

۵۰۔ زخمی کانپوری، ''ڈھاکا کی فلم انڈسٹری کا مختصراً جائزہ''، مشمولہ ذکر جب چھڑ گیا (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۸ء)، ۹۸-۹۷۔

۵۱۔ شہنشاہ حسین، پاکستان فلم ڈائرکٹری (غیر مطبوعہ) (کراچی: مملوکہ عقیل عباس جعفری)

۵۲۔ عالمگیر کبیر، *Film in Bangladesh*، ۱۳۶ تا ۱۴۲۔

مآخذ

آصف نورانی۔ ''What Pakistan`s Film industry lost in 1971''، مشمولہ روزنامہ ڈان۔ کراچی: ۱۱ دسمبر ۲۰۱۶ء۔

اشعر، فیاض احمد۔ پاکستان میں فلمی گیتوں کا سفر۔ لاہور، مقصود پبلشرز۔ ۲۰۱۱ء۔

انوپم حیات۔ بانگلہ دیشر جولو چیترو اتہاس (بنگلہ دیش کی فلمی تاریخ)۔ ڈھاکا: بنگلہ دیش فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، ۱۹۸۷ء۔

بھایانی، امین صدر الدین۔ نگار ایوارڈ، سال بہ سال۔ مشمولہ ہفت روزہ نگار۔ کراچی: ۴ مارچ ۲۰۰۰ء۔

جعفری، عقیل عباس۔ پاکستان کرونیکل۔ کراچی: ورثہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء۔

زخمی کانپوری۔ ''اردو فلموں کے حوالے سے ڈھاکا کی فلمی صنعت کا جائزہ'' مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۷ء۔

_____۔ ''ڈھاکا میں بننے والی اردو فلموں کے مقبول گیت''۔ مشمولہ مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۷ء۔

_____۔ ''ڈھاکا کی فلم انڈسٹری کا مختصراً جائزہ'' مشمولہ ذکر جب چھڑ گیا۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۸ء۔

شہنشاہ حسین۔ پاکستان فلم ڈائرکٹری (غیر مطبوعہ)۔ کراچی: مملوکہ عقیل عباس جعفری۔

_____۔ ''پہلی فلم''۔ مشمولہ اخبار جہاں۔ کراچی: ۱۹ تا ۲۵ جون ۲۰۰۶ء۔

عالمگیر کبیر۔ *Film in Bangladesh*۔ ڈھاکا: بنگلہ اکیڈمی، ۱۹۷۹ء۔

_____۔ *The Cinema in Pakistan*۔ ڈھاکا: سندھانی پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء۔

مرزا، امجد ایوب۔ پاکستانی سینما میں ثقافت کی جعلی نمائش۔ لاہور: بک ہوم، ۲۰۱۴ء۔

وکرم، نند کشور، ''مشرقی پاکستان کی اردو فلمیں''۔ مشمولہ عالمی اردو ادب، دہلی: کرشن نگر، ۲۰۱۳ء۔

یاسین گوریجہ۔ پاکستان فلم ڈائرکٹری، ۱۹۶۷ء۔ لاہور: اسکرین انٹرنیشنل، ۱۹۶۷ء۔

_____۔ پاکستان فلم ڈائرکٹری، ۷۲-۱۹۷۱ء۔ لاہور: شہزاد فلم پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء۔

_____۔ ڈائمنڈ جوبلی فلم ڈائرکٹری، ۹۷ء۔ لاہور: شہزاد کمرشل کارپوریشن، ۱۹۹۷ء۔

برقی مآخذ

پاکستان فلم ہسٹری۔ پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1963، (۱۰ مئی ۲۰۱۹ء)

___۔ پاکستان فلم میگزین۔ http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1965۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___۔ پاکستان فلم میگزین۔ http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1966۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___۔ پاکستان فلم میگزین۔ http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1967۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___۔ پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1968۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___۔ پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1969۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___۔ پاکستان فلم میگزین، http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1970۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

___، پاکستان فلم میگزین۔ http://pakmag.net/film/db/history.php?gid=1970%20reg=1971 ۔ ۱۰ مئی ۲۰۱۹ء۔

لوٹے ہونک [Lotte Hoek]۔

''Cross-wing Filmmaking: East Pakistani Urdu Films and Their Traces in the Bangladesh Film Archive''

مشمولہ *Bio Scope:South Asian Screen Studies*۔ جنوری ۲۰۱۵ء۔

https //:journals.sagepub.com/doi/abs/10.1177/0974927614547989journalCode=bioa

۱۱ جون ۲۰۱۹ء۔